ملا رہی ہیں۔ اور اس مذموم مقصد کی تمہید کے طور پر چند لاکھ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ کیا یہی حالیہ ملک گیر سیلاب میں بے آسرا ہونے والے عوام کے ساتھ ہمدردی کا عملی ثبوت ہے کہ کروڑوں عوام کو بھوک، افلاس اور بیماری سے مروا کر ایک غیر مسلح و خاموش ریاستی دہشت گردی کے ذریعے ''**خاندانی منصوبہ بندی**'' کرنے کے درپے ہیں؟

اگر حکمران اپنے عوام کے ساتھ خیر خواہی کر کے اپنے سیاسی مستقبل کو روشن کرنا چاہیں تو انہیں یہ بات پلے باندھ لینی چاہیے کہ دشمنوں کے قرضوں اور ان کی امداد کے ذریعے ہم ہرگز ترقی نہیں کر سکتے۔

اس مقصد کے لیے حکومت کو سب سے پہلے عوام کا اعتماد حاصل کرنا، پھر اپنے اخراجات پر نظر ثانی کرنا اور اپنے قومی وسائل کو بروئے کار لانا ضروری ہے۔ جس کے لیے درج ذیل اقدامات ناگزیر ہیں:

۱۔ حکمران عدالتوں میں دائر مقدمات کا سامنا کر کے اپنی پاکدامنی ثابت کر دیں۔

۲۔ اپنے اثاثے، کاروبار اور رقوم بیرونی ممالک سے فوراً پاکستان لا کر اپنے وطن کو **زندہ و پائندہ** ملک تسلیم کرنے کا عملی ثبوت دیں۔

۳۔ حکمران اور ارکان کابینہ اپنے اثاثوں کا مکمل حساب پیش کریں اور ہر قسم کے ٹیکس خود ادا کریں، پھر با اثر وھیل مچھلیوں سے ٹیکس اور یوٹیلٹی بل وصول کریں۔

۴۔ وزیروں کی فوجِ ظفر موج میں سے صرف میرٹ کی بنیاد پر ضروری پانچ دس کا انتخاب کریں۔

۵۔ زرعی پیداوار پر مناسب ٹیکس لگائیں۔

۶۔ تمام نشہ آور اور مضر صحت اشیاء حرام ہیں۔ لہٰذا ان کی زراعت، صنعت اور تجارت پر مکمل پابندی عائد کر کے عوام کے ایمان، عقل اور صحت کی حفاظت کا انتظام کریں۔ تاکہ علاج معالجہ کے بے پناہ اخراجات میں کمی آئے۔

۷۔ ہر قسم کی ڈیکوریشن، میک اپ اور عیاشی کے سامان پر بھاری ٹیکس لگائیں۔

۸۔ حکمرانوں کی شاہ خرچیوں پر قدغن لگا کر انہیں بازار میں اشیائے صرف کی قیمتوں کا بذاتِ خود سامنا کرنے کا موقع دیں۔

۹۔ کالا باغ سمیت تمام ضروری جگہوں پر ڈیم تعمیر کریں۔

۱۰۔ ناروا ٹیکسوں اور مہنگائی کے طوفانِ بلا۔سے چھٹکارا دے کر سترہ کروڑ عوام کا ہاتھ بٹائیں تاکہ وہ معیاری غذا اور تازہ پانی استعمال کر کے وطن عزیز کو ترقی و خوشحالی دینے کے قابل صحت مند، محبّ وطن اور مفید افرادی قوت مہیا کریں۔

اتفاق واتحاد کی کوششوں پرخراج تحسین

اسلام دین فطرت ہے اور اس نے ہر دور میں خلافِ فطرت حکومتی نظاموں اور جابرانہ قوانین کے ساتھ سرد اور گرم جنگیں لڑ کر تاریخ ساز فتوحات حاصل کرلیں اور انہی شاندار کامرانیوں کی برکت سے دین اسلام چہاردانگ عالم میں پھیل گیا۔ظلم وستم کے پروردہ انسانیت دشمن عناصر نے اس دین فطرت کی راہ میں روڑے اٹکانے کے لیے الصادق الامین ﷺ پر بہتانات باندھنے، اولین جاں نثارانِ اسلام پر تشدد کی انتہا کرنے اور قرآن مجید کی حقانیت کے بارے میں شکوک وشبہات اٹھانے سے لے کر جنگ کے خون آشام معرکے برپا کرنے تک ہرقسم کی چارہ جوئی کر کے دیکھ لیا۔آخر کاران کو اس حقیقت سے آشنائی حاصل ہوگئی کہ ''مؤمن'' ناقابل تسخیر ہے۔یہ وہ حقیقت ہے جسے قرآن کریم نے پہلے ہی واضح کردیا تھا: ﴿ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين ۞﴾[آل عمران ۱۳۹] ''اور تم کمزوری نہ دکھلاؤ اور غم نہ کرو، یقیناً تم ہی کامیابی سے ہمکنار ہوں گے بشرطیکہ تم ایمان دار ہوں۔''

ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعد تجربات ومشاہدات نے اسلام دشمنوں کو یہ بات باور کرائی کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑائے بغیر وہ اپنے مقاصد میں ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتے۔پس انہوں نے اسلام کے اندر فرقہ بندی پیدا کرانے پر پوری توجہ مرکوز کرلی۔اس کام میں انہیں سیاسی میدان کے حوالے سے بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔فرقہ بندی کے بعد نسلی اور لسانی تعصّبات نے بھی اپنا رنگ جمالیا۔نوبت یہاں تک پہنچی کہ آج ایک ہی اللہ کے بندے، ایک ہی پیغمبر کے امتی، ایک ہی قرآن کے ماننے والے''اسلام'' ہی کے نام پر آپس میں دست وگریباں ہوتے رہتے ہیں۔

موجودہ مادی دور میں اسلام دشمنوں کو کچھ ایسے زرخرید غلام بھی میسر آرہے ہیں' جو اُن سے اسلحہ اور ڈالر لے کر حسب حکم مقررہ ٹارگٹ پر دھماکے کرتے ہوئے متاعِ ایمان کے علاوہ بسا اوقات متاعِ جان بھی